© rasailojaraid.com

ہمسائے کے حقوق

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج
ڈین، کلیۂ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی

انسانی حقوق میں ایک حق، حقِ ہمسائیگی بھی ہے۔ جس کا ذکر قرآنِ مجید میں بعض دیگر حقوق کے ساتھ کیا گیا ہے۔

واعبدوا اللّٰہ ولاتشرکوا بہٖ شیأ وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمٰی والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللّٰہ لایحب من کان مختالاً فخورا۔(۱)

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قرابت دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، مجلس یا پہلو کے ساتھیوں، مسافروں اور اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ (نیکی کرو) بے شک اللہ مغرور اور متکبر اور شیخی بگھارنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ ہے...... انسانوں کے بنیادی حقوق کا وہ جامع بیان جو قرآنِ مجید کے سوا کہیں اور نہیں ملے گا۔ اس آیت میں انسانوں کی مختلف حالتوں اور رشتوں کا بیان ہے اور ہر حالت اور ہر رشتہ مختلف حقوق سے عبارت ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ جس ہستی نے انسانوں کو یہ حقوق عطا کیئے ہیں۔ وہ ہستی خود سب سے پہلے اس امر کی مستحق ہے کہ جملہ احکام میں اس کی بجا آوری کی جائے۔ اس بجا آوری کو شریعت کی زبان میں عبادت کہتے ہیں (**وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون**۔ (الذاریات/۵۶) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی اور صرف اپنی ہی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے) اور تعمیلِ احکام میں کسی اور کی شراکت ہرگز قبول نہ کی جائے۔ کیونکہ ایسی شراکت کو، شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بہر حال فکری و نظری طور پر کوئی بھی انسان جب اس قوتِ اعتقادیہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کے اندر ایسی قوتِ عملیہ پیدا ہو جاتی ہے کہ جو اسے نہ صرف اس کے حقوق سے آشنا کرتی ہے بلکہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی پر بھی بہ آسانی آمادہ کرتی ہے۔

انسانوں میں سب سے پہلا حق ماں باپ کا بیان کیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ انسانی رشتوں کا باہمی احترام اور تقدس اسلام کا وہ طرۂ امتیاز ہے جس کی نظیر اقوامِ مغرب میں ملنا ناممکن ہے۔ آیت میں تیسرا حکم اہلِ قرابت کے ساتھ حسنِ سلوک کا ہے۔ اور وہ بھی **علیٰ قدرِ مراتبھم**۔ یعنی بغیر کسی تخصیص کے کہ وہ اہلِ قرابت کس مذہب و مسلک اور رنگ و بُو کے ہیں۔ چوتھا حکم یتیموں کے ساتھ نیکی کا ہے۔ یتیم سے مراد معاشرے کے بے سہارا لوگ ہیں، خواہ وہ والدین کے فوت ہو جانے سے بے سہارا ہو گئے ہوں یا کسی اور سبب سے بے سہارا ہو گئے ہوں۔ پانچواں حکم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا ہے، مسکین، معاشرے کے مفلوک الحال لوگ ہوتے ہیں۔ یہ مفلوک الحالی ان کے معذور ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو یا کسی اور وجہ سے مثلاً ان کا چلتا ہوا کاروبار رُک گیا ہو، وغیرہ وغیرہ چھٹا حکم ہمسایۂ قریب کے ساتھ نیکی کا ہے اور ساتوں حکم ہمسایۂ بعید کے ساتھ حسنِ سلوک کا ہے۔ یہاں قریب سے مراد یا تو اہلِ قرابت ہیں یا فقط قربِ مکانی کے حامل لوگ۔ اسی طرح بعید سے مراد یا تو غیر قرابت دار ہیں یا پھر بعدِ مکانی یعنی فاصلوں پر رہنے والے لوگ۔ آٹھواں حکم مجلس یا پہلو کے ساتھیوں سے نیکی کا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو وقتی یا عارضی طور پر یا مستقل بنیادوں پر کسی سبب سے شریکِ کار یا شریکِ مجلس ہوتے ہیں۔ جیسے رفیقِ مکتب، رفیقِ مسجد، رفیقِ سفر، یا کسی نفع کی امید پر ساتھ رہنے والے، یا شریکِ حیات وغیرہ۔ نواں حکم مسافروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا ہے اور دسواں حکم ماتحت لوگوں کے ساتھ نیکی اور اچھے برتاؤ کا ہے۔ مـا مـلـكـت ايمانكم میں جہاں غلام اور کنیزیں آتی ہیں وہیں دفتری اور گھریلو ملازمین بھی آجاتے ہیں۔ الغرض حقوقِ انسانی کا ایسا تفصیلی چارٹر ہمیں کہیں اور نہیں ملے گا۔

آیت میں والدین، قرابتدار، یتیم، مسکین اور مسافر وغیرہ کیلئے مختلف مقامات پر مزید احکام لائے اور دہرائے گئے ہیں مگر اس آیت میں الجار کا لفظ پہلی بار آیا ہے۔ اس لیئے اس کے معنیٰ پر توقف کرنا ضروری ہے۔ الجار۔ الجوار سے بنا ہے۔ اور جوار پڑوس کو کہا جاتا ہے۔ اقام فی جوارہ اس نے اس کے پڑوس میں اقامت کی۔ الجوار، امان اور ذمہ داری کو بھی کہا جاتا ہے۔ هــو فــی جــواری. وہ میرے امن وذمہ داری میں ہے۔ (۲) گویا لفظ جار (جَ + وَ + رَ) کے بنیادی معنیٰ ایسے شخص کے ہیں، جسے کسی ظالم کے جور وستم سے بچنے کیلئے پناہ دی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد یہ لفظ ہمایہ کیلئے بھی استعمال ہونے لگا۔ لغوی اعتبار سے ہمسایہ کا قرآنی مفہوم یہ ہے۔ ایک ایسا شخص کہ جسے کسی نے اپنی پناہ یا امان میں لے رکھا ہو۔ ذرا سوچیئے! کیا اس سے بڑھکر بھی حقِ ہمسائیگی ہوسکتا ہے؟ ان معانی ومفاہیم کی تفہیم وتفسیر کیلئے درج ذیل آیات بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

سورۃ الاحزاب میں ہے۔ **لایجاورونک فیھا.** (آیت نمبر ۶۰) وہ اس (شہر) میں تیرے ہمسائے بن کر نہیں رہیں گے۔ سورۃ الانفال میں ہے۔ **وانـی جـار لکم** (آیت نمبر ۴۸) اور میں تمہارا پناہ دینے والا یا حامی ومددگار ہوں۔ اور سورۃ التوبہ میں ہے۔ استجار (آیت نمبر ۶) پناہ طلب کرنا۔ سورۃ المومنون میں ہے۔ **وھو یجیر ولا یجار علیه** (آیت نمبر ۸۸) اور وہ (یعنی اللہ) پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔

امام راغب اصفہانی کے بقول:

الجار۔ ہر وہ شخص ہے جس کی رہائش گاہ دوسرے کے قریب ہو، یہ ''اسمائے متضایفہ'' میں سے ہے۔ یعنی ان الفاظ میں سے ہے جو ایک دوسرے کے تقابل سے اپنے معنیٰ دیتے ہیں۔ جیسے اخٌ اور صدیقٌ کے الفاظ (کہ اخوت اور صداقت) دونوں جانب سے ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی کا ہمسایہ یا پڑوسی ہونا اس وقت متصور ہوسکتا ہے جب دوسرا بھی اس کا پڑوسی ہو۔ (۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو پڑوسی رشتہ دار ہو، اس کا ایک حق رشتہ داری کا ہے اور دوسرا حق پڑوسی ہونے کا ہے۔ اور جو پڑوسی غیر رشتہ دار ہو، اس کا بھی ایک حق بہر حال ہمسائے ہونے کا ضرور ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ پڑوسی مسلم ہو یا غیر مسلم۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ "اہلِ حقوق اگر کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کرے، البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے ان پر زائد ہوگا" (۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمسائے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن پر تین حق ثابت ہیں۔ حقِ جوار، حقِ قرابت اور حقِ اسلام، دوسرے وہ جن پر دو حق ثابت ہیں۔ حقِ جوار، اور حقِ اسلام تیسرے وہ جن پر ایک ہی حق ثابت ہے یعنی حقِ جوار۔ اور یہ وہ ہمسایہ ہے، جو مشرک کتابی ہو۔ یعنی یہودی و مسیحی۔ (۵) یہاں قرآنِ مجید کی یہ صراحت ذہن میں رہے کہ دونوں قسم کے ہمسائے حق رکھتے ہیں۔ قریب والے اور قرابت والے بھی اور دور والے اور اجنبیت والے بھی۔ بلکہ ایک تفسیر تو یہ بھی منقول ہے کہ جارِ ذی القربیٰ سے مراد مسلمان پڑوسی ہو اور جار الجنب سے یہودی ونصرانی۔ (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا)

آیت کے آخر میں مختالاً فخوراً کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اسے سمجھنا اس لیئے ضروری ہے کہ حقوقِ انسانی کے جامع بیان کے ساتھ ہی ان لوگوں کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ جس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ لوگوں کے حقوق کی کوتاہی اور ان کا اتلاف انہی لوگوں کے سبب ہوتا ہے۔ مختال (خ+ع+ل) ایسے شخص کو کہتے ہیں جس میں جوہرِ قابل نام کی کوئی چیز نہ ہو لیکن وہ اس فریبِ نفس میں مبتلا ہو کر اس میں جوہرِ ذاتی موجود ہے۔ یہی وہ فریبِ نفس ہے جس کی بناء پر وہ غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فخور (ف+خ+ر) کے بنیادی معنیٰ کی تفہیم یوں کی جاتی ہے۔ وہ اونٹنی یا بکری جس کے تھن تو بڑے بڑے ہوں لیکن ان میں دودھ بہت کم ہو اور اسی طرح وہ مٹکے جو اندر سے خالی ہوں لیکن بجتے بہت زور سے ہوں۔ جیسے مشہور مثل ہے۔ تھوتھا چنا، باجے گھنا۔ یعنی نالائق اور کم ظرف بہت شیخی بگھارتا ہے تو فخور کی صحیح تصویر ان مثالوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ بالفاظِ دیگر مختال، بہ زبانِ حال اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور فخور، بہ زبانِ قال۔ بہر حال مختال اور فخور جیسے لوگوں کی کثرت، حقوقِ انسانی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

قرآنی بیان کے بعد اب وہ احادیث و روایات ملاحظہ کیجئے جس میں پڑوسیوں کے حقوق واضح کیئے گئے ہیں۔

(۱) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبریلِ امین مسلسل مجھے پڑوسی کے حقوق کی تاکید کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں یہ سمجھا کہ شاید اب پڑوسی کو بھی وراثت میں شریک کر دیا جائے گا۔ (۶)

(۲) آپ ﷺ نے فرمایا، محلّہ کے لوگوں میں اللہ کے نزدیک سب سے افضل اور بہتر شخص وہ ہوتا ہے جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہو۔ (ترمذی)

(۳) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا، جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (۷)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم سالن پکاؤ تو اس میں شوربہ بڑھا دو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ (۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑوسیوں کے حقوق کی تفصیل کچھ اس طرح بھی بیان ہوئی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا تمہارے اوپر کیا حق ہے! اس کے بعد ارشاد فرمایا:

(۱) اگر وہ تم سے مدد کا طالب ہو تو اس کی مدد کرو۔

(۲) اگر قرض مانگے تو قرض دو۔

(۳) اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کرو۔

(۴) اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔

(۵) اگر مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

(۶) اگر کوئی خوشی یا کامیابی حاصل ہو تو اسے مبارکباد دو۔

(۷) اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔

(۸) اس کی اجازت کے بغیر، اس کے مکان سے اپنا مکان اونچا مت کرو۔ جس سے اس کی ہوا رک جائے۔

(۹) اگر تم کوئی پھل لاؤ تو اس کو بھی ہدیہ کرو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو پوشیدہ رکھو کہ مبادا، پڑوس کے بچے دیکھ لیں اور خود کو محروم سمجھ کر رنجیدہ ہوں۔

(۱۰) اپنے گھر کے دھوئیں سے اسے تکلیف مت پہنچاؤ۔ (اربعین امام غزالیؒ بحوالہ مظاہر حق، فتح الباری، فضائل صدقات)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنے دوستوں کے نزدیک اچھا ہو، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جو شخص اپنے پڑوسیوں کے نزدیک اچھا ہو، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (۹) آپ ﷺ نے فرمایا، وہ شخص مومن نہیں، وہ شخص مومن نہیں، وہ شخص مومن نہیں۔ کسی نے پوچھا کون یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (تفسیر قرطبی جلد ۳، ص ۱۷۵۴) آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے مسلمان عورتو! کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو حقیر نہ جانے، اگرچہ بکری کا ایک کُھر ہی دے (یعنی نہ لینے والا اس کو حقیر سمجھ کر انکار کرے، نہ دینے والا شرمندہ ہو کر دینے سے باز رہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان ہے، اسے اپنے ہمسائے کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیئے۔ (۱۰)

آج کے صنعتی اور سائنسی دور میں ہمسائے ایک دوسرے کے عام حالات بھی نہیں جانتے۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو ہمسائے ایک دوسرے کے ساتھ مدتوں رہنے کے باوجود، ایک دوسرے کے نام بھی نہیں جانتے، اس پر سوائے افسوس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

کاش! مسلمان ایک بار پھر اپنے عمل سے قرآن و حدیث کی ان پاکیزہ تعلیمات کو زندہ کر دیں۔

تمدن کا جنگل ہے آبد ہر سُو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مگر لوگ فطرت کو ترسا کیئے ہیں
مکانوں کا حسنِ عمارت بجا ہے
مکینوں کی چاہت کو ترسا کیئے ہیں
تری حسنِ صورت پہ قربان جائیں
تری حسنِ سیرت کو ترسا کیئے ہیں

حواشی وحوالہ جات

۱۔النساء/۳۶۔

۲۔مصباح اللغات مرتبہ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی،قدیمی کتب خانہ،مقابل آرام باغ،کراچی،سنِ اشاعت درج نہیں۔

۳۔المفردات فی غریب القران،امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ،کراچی،سنِ اشاعت درج نہیں۔

۴۔القرآن العظیم مع ترجمہ وتفسیر،از مولانا اشرف علی تھانویؒ،حاشیہ زیرِ آیت ۳۶،سورۃ النساء تاج کمپنی لمیٹیڈ،کراچی،سنِ اشاعت درج نہیں۔

۵۔ روح المعانی،فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی از سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ء،مکتبہ المدادیہ،ملتان،(مغربی پاکستان) جلد سو، الجزء الخامس،ص/۲۸،تفسیر زیرِ آیت نمبر ۳۶،سورۃ النساء،سنِ اشاعت درج نہیں۔

۶۔ بخاری۔رقم الحدیث،۶۰۱۴

۷۔ المعجم الکبیر،رقم الحدیث:۷۵۱

۸۔ مسند احمد،رقم الحدیث:۱۳۶۸

۹۔ سنن ترمذی،رقم الحدیث۔۱۹۵۱

۱۰۔ بخاری جلد سوم رقم الحدیث:۱۷۴

© rasailojaraid.com